# جہانِ دانش

شیخ حبیب الرحمن بٹالوی

- افلاس میں ہر ارادے کی بنیاد بے اعتبار ہوتی ہے۔
- سادہ خوراک سے پیٹ بھرنے والا انسان اپنی تلاش اور ذات کی شناخت میں جلد کامیاب ہو جاتا ہے۔ مقوی اور مرغن غذائیں خواہش نفسانی کے ساتھ بے غیرتی اور بد تمیزی کے غدودوں کو بڑھاتی ہیں۔
- دھوکے بازی سے پیدا کی ہوئی دولت قبر میں ساتھ نہیں جاتی اور موت کفن کی اجازت بھی مشکل سے دیتی ہے۔

بقا کی فکر کرو خود ہی زندگی کے لئے
زمانہ کچھ نہیں کرتا کبھی کسی کے لئے

- مٹی نے ازل سے کسان کی محنت کا معاوضہ دینے میں خساست نہیں برتی مگر زمینداروں کی سفاکی کا کیا علاج؟
- اوچھے حاکم اور سنگدل سرمایہ دار یہ دونوں تو ہمیشہ رحم اور انصاف کی خصوصیات سے علیحدہ رہے ہیں۔ وہ تو ایسے مردے ہیں۔ جو خود اپنے تابوت اٹھائے پھرتے ہیں انہیں غیرت وفا اور ہمدردی جیسے ناموں سے متعارف ہونے کی کیا پڑی ہے۔
- مفلسوں کو جسمانی تکلیف ضرور ہوتی ہے مگر ناداری روح کی مسرت میں حائل نہیں ہو سکتی۔ بشرطیکہ اسے زندگی سمجھ کر گوارا کر لیا جائے اور ہر ناکامی کو فتح کر لینے کی مہم جاری رکھی جائے اس کے مقابلہ پر سرمایہ داری کے روحانی تشنج اور جسمانی تکرّز میں چولی دامن کا ساتھ ہے اور اس کا علاج کوئی مادی طاقت نہیں کر سکتی۔ ہر وقت انسان ایک بد بودار لہو میں اونٹتا رہتا ہے۔
- مزدوری کرنا تو اپنے خون کے شعلوں سے کھیلنا ہے۔
- حیرت ناک بات یہ ہے کہ ہتھ کڑیوں اور بیڑیوں کے لیئے مجرم ہونا ضروری نہیں، دبنگ جیالے، صاف گو اور حق پسند لوگ اخلاقی مجرموں سے زیادہ سزائیں پاتے ہیں۔
- دولت اور اقتدار کے ساتھ اخلاق اور انصاف کا کوئی میل نہیں ہوتا۔
- مجھے ہمیشہ بہادر سُورما اور اکھڑ مزاج لوگوں سے مل کر خوشی ہوتی تھی۔ کیونکہ ایسے لوگ طبعاً تو کھردرے ہوتے ہیں۔ لیکن وفاداری کے اعتبار سے قابل پرستش دیکھے گئے ہیں۔
- شرابی کا نشہ اس قدر ناپاک اور نقصان رساں نہیں ہوتا جتنا دولت کا غرور اور منصب کا پندار۔
- انسان کسی خاص مٹی یا آب و ہوا کا پابند تو نہیں۔ اس کی قلمیں تو ہر زمین میں بار آور ہو جاتی ہیں۔
- فقیر کی آواز کان میں آتی تو اس کے بٹوے میں پیسے کلبلانے لگتے۔

- میری اکثر و بیشتر راتوں نے فکر و خیال میں صبح کا لباس پہنا۔
- گندے جسموں میں نیکی کا خیال بھی اندھیرے میں دھوئیں سے زیادہ نہیں ہوتا۔
- ایثار کا جذبہ صفت ربوبیت ہی کی ایک شکل ہے۔
- جس قدر کارخانے ہیں۔ ان میں نہ بوڑھے نظر آتے ہیں۔ اور نہ کم عمر بلکہ جوان سے چھتیس سینتیس سال کے اندر اندر کے مزدور کام کرتے ہیں۔ پھر ان کی اولاد مزدوری کے قابل ہو جاتی ہے۔ اور وہ خود اُون۔ روئی اور گرد و غبار پھانک پھانک کر اللہ کو پیارے ہو جاتے ہیں۔ کوئی مزدور اپنی طبعی موت نہیں مرتا۔ کم خوراک کے ساتھ مسلسل محنت اور شدید مشقت اُن کی عمروں میں دراڑیں کھول دیتی ہیں۔ اور یہ اپنے تمام تر آرام و مصائب اور زہرہ گداز مشقت ورثہ میں اپنی اولاد کو دے جاتے ہیں۔ کوئی عادل حاکم ایسا نہیں آتا جو ان قتل گاہوں کی اصلاح کرے جہاں اس دور کے صناعوں اور مزدوروں کے خون سے سونے کے ذرّات نکال کر کالی باؤس کے جانوروں کی طرح سلوک کیا جاتا ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں۔
- میری نظر میں سیاست کا شعور ہی اس وقت بیدار ہوتا ہے۔ جب لیڈر دلی طور پر مزدوروں کسانوں اور پسماندہ طبقوں سے ہمدردی رکھتا ہو۔ اور ان لوگوں پر کڑی نظر رکھے جو انسانیت اور فرائض کی ادائی میں ریاکاریوں کی دیواریں اٹھاتے اور خباثتوں کے حصار کھینچتے ہیں۔ ایسے لوگ نہ تو تعلیم کو عام ہونے دیتے ہیں اور نہ ارزاں۔ وہ رات دن اپنے مقابر کی تعمیر کے لئے غریبوں کی ہڈیوں کا چونا اور مزدوروں کے خون کا گارا فراہم کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ عمل نہ جانے کب تک جاری رہے گا۔
- بارہا ایسا بھی ہوا کہ میرے پاس جسم کے کپڑوں کے علاوہ کوئی کپڑا نہیں رہا۔ اور فاقے تک نوبت آ گئی۔ لیکن یہ تیسرے درجے کا افلاس میرے عزائم اور معتقدات میں ضعف پیدا نہیں کر سکا۔ کیونکہ میں عموماً اپنی زندگی میں ایسے ہی حالات سے دوچار رہا تھا۔ اور میں نے تو ایسے موقعوں پر یہ محسوس کیا کہ میرے سامنے خوش انجام جادے ابھر رہے ہیں۔ اور میری قوت عمل کا صیقل جھل جھل کرنے لگا۔ بعض وقت پل بھر کے لئے ہی سہی۔ مجھے اپنے اشرف المخلوق ہونے کا یقین بھی نکھرتا دکھائی دیتا۔ اور اس میں ایسی کیفیت تھی جسے موجودہ علوم میں کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔
- مردہ قومیں مردوں کو پوجتی ہیں۔ اور زندہ قومیں زندہ لوگوں کے جواہر کو سراہتی ہیں۔
- دولت کا پہلا حملہ اخلاق پر ہوتا ہے۔
- تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ اگر بڑے سے بڑے سانپ پر رائی کا حصار کھینچ دیا جائے تو وہ اسے عبور نہیں کر سکتا۔
- جس نے دیا تن کو وہی دے گا کفن کو۔
- جب یہ غزل باز شاعر اور مشاعرہ باز اساتذہ طنزیہ ہنسی ہنستے اور منہ چڑانے کے لئے دانت نکالتے تو ایسے لگتا جیسے کیچڑ میں نئی ریزگاری بکھر گئی ہو۔
- میری نظر میں ماں کی عظمت سجدے کے مقام کی عظمت والی بات تھی۔

۞ جاہل صوفی، جعلی زاہد، فریبی پیر اور ریاکار عالم میری نظروں سے نکل گئے اور آج بھی جو کتاب و سنت کا تارک ہے۔ وہ میری نظر میں رہنمائی کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ جب کوئی جبّے قبّے والا بہروپیا میرے سامنے بزرگی بگھارتا اور جھوٹے حال وقال کے تشنج کو سعادت قرار دیتا ہے۔ تو مجھے ایسے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قبر کا آرام اور جنت کی آرائش سب کرانے کی چیزیں ہیں اور عمل صالح کا زندگی میں کوئی مقام نہیں۔

۞ مجھ پر بڑے بڑے زہرہ گداز وقت آئے ہیں۔ اور میرے ساتھ میری بیگم کو بھی فاقوں سے دوچار ہونے کی نوبت آئی۔ مگر میں نے مشکلات اور مصائب کی یلغار میں کبھی اس کے چہرے کو اترا ہوا نہیں دیکھا۔ بعض اوقات جب میں ہمت ہار دیتا۔ اور ناسازگاری روزگار کا شکوہ کرنے لگتا۔ اس وقت وہ میری ہمت بڑھاتی۔ اور کہتی، ہم تو کوئی چیز نہیں۔ معمولی مزدور ہیں۔ برا وقت تو بادشاہوں پر بھی آجاتا ہے۔ اور کھاتے پیتے لوگ بھی افلاس اور ناداری کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔ گھبرانے کی کون سی بات ہے؟ میں پردہ نشین ہوں۔ میرا رزق تو یہیں پہنچنا چاہیے۔ اور ایک آدمی کی خوراک میں دو آدمی یقیناً زندہ رہ سکتے ہیں۔ ذرا انتظار کریں کہیں نہ کہیں سے رقم آرہی ہوگی۔

۞ بچہ تو ماں کے جسم کا حصہ ہوتا ہے۔ جو آنول نانول کاٹ کر علیحدہ کیا جاتا ہے۔ خدا کے بعد دنیا میں بچے کی محبت ماں سے زیادہ کون کر سکتا ہے؟

۞ شاعری ہو یا ادب۔ نہایت دلچسپ اور پرکیف مشغلے ہیں۔ لیکن جس انسان کو یہ چسکا لگ جاتا ہے۔ وہ دنیا کے اور کسی کام کے قابل نہیں رہتا۔ کیونکہ اس سے احساس بیدار اور طبیعت نازک ہوجاتی ہے۔

۞ والدہ کے انتقال کے بعد ان کی یادگار کے طور پر ایک برقع میرے پاس ہے۔ جسے کھلوا کر میں نے چادر کی شکل دے لی ہے۔ اور جب مجھ پر کوئی اچانک مصیبت آتی ہے۔ تو وہ چادر اوڑھ کر لیٹ جاتا ہوں۔ خدا شاہد ہے۔ کہ مجھے اس سے سکون ملتا ہے۔ ایسا سکون جیسے زندگی کو بہاروں نے گود میں اٹھا لیا ہو۔ اور مہکیلی ہوائیں مجھے سنبھالے ہوئے ہوں۔

۞ قانونی طور پر کسی چیز کے حصول کے لئے تو لنگوٹی کا مطالبہ پگڑی کی قیمت طلب کرتا ہے۔

۞ پبلشر کو انسانی خون کی ایسی چاٹ ہوتی ہے کہ بعض اوقات وہ اپنے عزیزوں اور دوستوں کی شہ رگ پر بھی دانت گاڑھ دیتا ہے اور خون چوس کر اتنی دور پھینکتا ہے کہ راہگیروں کی اس پر نظر بھی نہیں پڑتی۔

۞ اور پھر مولانا جن جبہ پوشوں سے امداد کے طالب تھے۔ ان کے حجروں میں تو خراٹوں کے چمگادڑوں کی پروازوں اور پلاؤ زردہ کو فضلہ بنانے کی مشینوں کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔

۞ میں نے پہلے نماز کی پابندی والدین کے حکم کی تعمیل میں کی۔ اور جب دنیا نے شکنجے میں کسا۔ تو صرف خدا کے لئے سجدے میں جھکا۔ پھر ایک وقت ایسا آگیا۔ کہ مزدوری کے دوران جب نماز کا وقت آتا تو مجھے کسی طرف سے آواز آنا شروع ہوجاتی۔ جیسے کوئی میرا نام لے کر پکار رہا ہے پہلے پہلے تو میں نے اپنے ساتھیوں کو متوجہ کیا کہ دیکھو مجھے کون آواز دے رہا ہے۔ لیکن جب انہوں نے یہ کہا کہ ہمیں تو سنائی نہیں

دیتی۔ تو میں خاموش ہو گیا۔ چوں کہ یہ آوازیں مجھے نماز ہی کے وقت آتی تھیں۔ اس لئے پھر جب ایسی آواز آتی تو میں فوراً نماز کو چل دیتا۔ یہ بات صرف لاہور تک ہی محدود نہیں تھی۔ بلکہ لاہور سے باہر بھی جب میں کہیں جاتا۔ تو یہ اجنبی آواز وہاں بھی میرے ساتھ ہوتی۔ اور آج بھی اگر میں عشاء کی نماز پڑھے بغیر سونے لگوں تو غنودگی میں یہ محسوس ہوتا ہے۔ کہ جیسے کسی نے تکیئے کے قریب سے آواز دی ہے۔ بعض اوقات تو میں جواب میں "ہاں" یا "جی" کہہ اُٹھتا ہوں اور آس پاس کے لوگ پوچھنے لگتے ہیں۔ کہ کیا بات ہے۔ میں خاموش ہو جاتا ہوں کیونکہ جانتا ہوں کہ یہ بات کسی ماورائی طاقت کی ہے۔ جس سے ہنوز میں خود متعارف نہیں ہوں۔

کتاب: جہانِ دانش
مصنف: احسان دانش

بقیہ از ص 51

پھرتے ہیں اور کروڑوں نوجوان کسی بھی نصب العین سے عاری بچیوں اور مستورات کے پیچھے گلیوں اور سکولوں کالجوں کے چکر لگاتے ہیں اور جس کی تمام تر نوجوان نسل زندگی اور موت سے بے پروا کسی مقصدیت کے بغیر کسی اندھی سرنگ میں داخل ہو رہی ہو اور جن کی آنکھوں میں کسی بلند مقصد کے لئے سرور عشق اور یقین کا نور چھلکتا دکھائی نہ دیتا ہو لیکن آج صورت حال کچھ ایسی ہی ہے ہمارے نوجوان ہوٹلوں میں، چائے کی دکانوں میں، بلیرڈ کلبوں میں، جوؤں کے اڈوں میں، تاش کی بیٹھکوں میں یا اسٹیشنوں پر اپنا پورا وقت گذار دیتے ہیں کرکٹ میچ اور نمائش اور تفریحی پروگراموں کی نذر اور کسی بھی طرح کی تعلیمی تہذیبی اور سماجی ترقی کے لئے فکر مند نہیں۔ اس وقت سب سے بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ نوجوان نسل کے اندر مقصدیت پیدا کی جائے اور ان کے دلوں میں سود وزیاں کا احساس ابھارا جائے اور ان کے عزیز ترین اوقات کو بامقصد اور کار آمد بنانے کے لئے ہر سطح پر پروگرام شروع کئے جائیں خاص طور پر امت مسلمہ کے قائدین اور ارباب فکر و نظر کی ذمہ داری اس سلسلہ میں دو چند ہے کہ وہ ایک عالمی پیغام کے حامل ہے اور ان کی زندگی کا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جدو جہد ہے اس لئے انہیں اپنے نوجوانوں کے بارے میں زیادہ سنجیدہ ہونا چاہیئے اور ان کو نصب العین اور مقصدیت سے بھرپور زندگی کی داغ بیل ڈالنے کے لئے ہر ممکن مدد کرنی چاہیئے اس طرح تربیت کی جانی چاہیے کہ وہ اپنے وقت کو کار آمد بنا سکیں اور اپنا نفع اور نقصان سمجھ سکیں۔ اور ان کا ہر عمل خاموشی کے ساتھ ایک شاعر کے قول کے مطابق یہ اعلان کر رہا ہو۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دین سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں میں اسی لئے نمازی